تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ فِی الْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّۃ

# فتاویٰ رضویہ

جلد 15

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

تصنیف لطیف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

مَن یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّینِ (الحدیث)

# العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات



## جلد پانزدھم

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز
۱۲۷۲ھ ـــــــــــ ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء ـــــــــــ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸ پاکستان (۵۴۰۰۰)
فون نمبر : ۷۶۵۷۳۱۴

نام کتاب ـــــ فتاوٰی رضویہ جلد پانزدہم

تصنیف ـــــ شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

فیضانِ کرامت ـــــ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

سرپرستی ـــــ مولانا صاحبزادہ محمد عبدالمصطفٰی ہزاروی ناظم اعلٰی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ

اہتمام ـــــ مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت

ترجمہ عربی عبارات ـــــ حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور

پیش لفظ ـــــ حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ترتیب فہرست ـــــ " " " " " " "

تخریج و تصحیح ـــــ مولانا نذیر احمد سعیدی ، مولانا محمد اکرام اللہ بٹ

کتابت ـــــ محمد شریف گل، کرٹیال کلاں (گوجرانوالہ)

پیسٹنگ ـــــ مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

صفحات ـــــ [illegible]

اشاعت ـــــ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ / اپریل ۱۹۹۹ء

مطبع ـــــ

ناشر ـــــ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

قیمت ـــــ

○

ملنے کے پتے:

○ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۰۳۰۰/۹۳۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲

○ مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

○ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

○ شبیر برادرز، ۴۰ بی، اردو بازار، لاہور

| جلد نمبر | عنوانات | جوابات اسئلہ | تعداد رسائل | سنین اشاعت | صفحات |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | کتاب الطہارۃ | ۲۲ | ۱۱ | شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ — مارچ ۱۹۹۰ء | ۸۳۸ |
| ۲ | 〃 | ۳۳ | ۷ | ربیع الثانی ۱۴۱۲ — نومبر ۱۹۹۱ | ۷۱۰ |
| ۳ | 〃 | ۵۹ | ۶ | شعبان المعظم ۱۴۱۲ — فروری ۱۹۹۲ | ۷۵۶ |
| ۴ | 〃 | ۱۳۲ | ۵ | رجب المرجب ۱۴۱۳ — جنوری ۱۹۹۳ | ۷۶۰ |
| ۵ | کتاب الصلوٰۃ | ۱۴۰ | ۶ | ربیع الاوّل ۱۴۱۴ — ستمبر ۱۹۹۳ | ۶۹۲ |
| ۶ | 〃 | ۴۵۷ | ۳ | ربیع الاول ۱۴۱۵ — اگست ۱۹۹۴ | ۷۳۶ |
| ۷ | 〃 | ۲۶۹ | ۷ | رجب المرجب ۱۴۱۵ — دسمبر ۱۹۹۴ | ۷۲۰ |
| ۸ | 〃 | ۳۳۷ | ۶ | محرم الحرام ۱۴۱۶ — جون ۱۹۹۵ | ۶۶۴ |
| ۹ | کتاب الجنائز | ۲۷۳ | ۱۳ | ذیقعدہ ۱۴۱۶ — اپریل ۱۹۹۶ | ۹۴۶ |
| ۱۰ | کتاب الزکوٰۃ، صوم، حج | ۳۱۶ | ۱۶ | ربیع الاول ۱۴۱۷ — اگست ۱۹۹۶ | ۸۳۲ |
| ۱۱ | کتاب النکاح | ۴۵۹ | ۶ | محرم الحرام ۱۴۱۸ — مئی ۱۹۹۷ | ۷۳۶ |
| ۱۲ | کتاب النکاح، طلاق | ۳۲۸ | ۳ | رجب المرجب ۱۴۱۸ — نومبر ۱۹۹۷ | ۶۸۸ |
| ۱۳ | کتاب الطلاق، ایمان، حدود و تعزیر | ۲۹۳ | ۲ | ذیقعدہ ۱۴۱۸ — مارچ ۱۹۹۸ | ۶۸۸ |
| ۱۴ | کتاب السیر (ا) | ۳۳۹ | ۷ | جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ — ستمبر ۱۹۹۸ | ۷۱۲ |



## پندرھویں جلد

یہ جلد فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم مطبوعہ سُنّی دارالاشاعت مبارکپور اعظم گڈھ بھارت کے صفحہ ۱۶۹ سے ۳۱۴ تک ۱۸۰ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ نئے شامل کردہ رسائل کے علاوہ اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ فاضلِ شہیر مصنفِ کُتبِ کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور نے کیا ہے۔ اس سے قبل چھٹی، ساتویں، آٹھویں، دسویں اور چودھویں جلد بھی علامہ موصوف کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔ پیشِ نظر جلد بنیادی طور پر کتاب السیر کے مباحثِ جلیلہ پر مشتمل ہے تاہم متعدد ابواب فقہیہ وکلامیہ وغیرہ کے مسائل ضمناً زیرِ بحث آئے ہیں، مسائل و رسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائلِ ضمنیہ کی الگ فہرست بھی قارئین کرام کی سہولت کے لئے تیار کر دی گئی ہے، انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل پندرہ رسائل بھی اِس جلد کی

رسالہ

# سُبحٰن السُّبُوح عن کذب عیب مقبوح[۱۳]

## (کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالٰی کی ذات پاک و منزّہ ہے)



**مسئلہ ۲:** از ابو محمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ ملکتیسری ازمیرٹھ بالائے کوٹ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین در بارۂ مسئلۂ امکانِ کذب باری تعالٰی جس کا اعلان تحریری و تقریری علمائے گنگوہ و دیوبند اور ان کے اتباع آج کل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں، تحریراً کتاب "براہینِ قاطعہ" میں کہ مولوی خلیل انبیٹھی کے نام سے شائع کی گئی۔ جس کی لوح پر لکھا ہے: "بامر حضرت چنیں و چناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی" اور خاتمہ پر ان کی تقریظ بایں الفاظ ہے:

"احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہینِ قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا، الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور مصنف کی وسعت نور علم اور فسحتِ ذکاء و فہم پر دلیل واضح، حق تعالٰی اس تالیف نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین و معمول عاملین فرمائے[۱]" (ملخصاً) جس سے ثابت کہ گویا کتاب ہی تالیف ان کی ہے، صفحہ ۳ پر یوں مکتوب ہے: "امکانِ کذب کا مسئلہ اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے۔ رد المحتار میں ہے: ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر

---

[۱] براہین قاطعہ خاتمہ کتاب مطبع لے بلاساواقع ڈھور ص ۲۷۰

التشنيع من اللوازم التی لایتطرق الیها الوھم[1]۔ وہم کو بھی راستہ نہیں۔

مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعیں جو علماء نے اس بدمذہب ابن حزم پر کیں، اس بدمشرب عدیم الحزم سے کتنی بچ رہیں،

کذٰلك قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم[2]، وان اللہ لایھدی کید الخائنین[3]۔ ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات، ان کے اُن کے دل ایک سے ہیں۔ اور اللہ دغابازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ (ت)

س ابعًا اقول العزۃ للہ، اگر دہلوی مُلّا کی یہ دلیل سچّی ہو تو دو خدا، دس خدا، ہزار خدا، بیشمار خدا ممکن ہوجائیں، وجہ سُنئے جب یہ قرار پایا کہ آدمی جو کچھ کرسکے خدا بھی اپنی ذات کے لئے کرسکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرتِ انسانی میں ہے تو واجب کہ ملاجی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کرسکے ورنہ آدمی کی قدرت تو اس سے بھی بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہوچکا تو وہ آفتیں جن کے سبب اہلِ اسلام اتخاذِ ولد کو محال جانتے تھے۔ امام وہابیہ نے قطعًا جائز مان لیں، آگے نطفہ ٹھہرنے اور بچّہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کون سی ذلّت وخواری باقی رہی ہے جس کے باعث انھیں ماننے جھجکنا ہوگا بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں جب دنیا بھر میں بزعم ملاجی سب کے لئے اس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائیگا آخر بچّہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے کہ نطفہ استقرار نہ کرے اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابل عقد و انعقاد یا مزاج رحم میں کوئی فساد یا خلل آسیب مانع اولاد تو جب خدائی ہے کیا ان موانع کا ازالہ نہ کرسکے گا بہرحال جب امور سابقہ ممکن ٹھہرے تو بچّہ ہونا قطعًا ممکن اور خدا کا بچّہ خدا ہی ہوگا، قال اللہ تعالٰی:

قل ان[ع] کان للرحمٰن ولد فانا اول تو فرما اگر رحمان کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے

---

ع حملہ السدی علی الظاھر وعلیہ عول فی تکملۃ المفاتیح والبیضاوی والمدارک وارشاد العقل وغیرھا ولاشك انہ صحیح صاف لاغبار علیہ فای حاجۃ الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲ منہ۔

ع سدّی نے اسے ظاہر پر محمول کیا اور اسی پر اعتماد ہے تکملۃ المفاتیح، بیضاوی، مدارک اور ارشاد العقل وغیرہا میں، اور بیشک یہ صحیح صاف ہے اس پر کچھ غبار نہیں تو پھر تاویلاتِ بعیدہ کے ارتکاب کی کیا حاجت ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] کنز الفوائد
[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۸
[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۲

العابدین[1] — پُوجنے والا ہُوں۔

تو قطعاً دُو خدا کا امکان ہُوا اگرچہ منافیِ غیرت ہوکر امتناع بالغیر ٹھہرے اور جب ایک ممکن تو کروڑوں ممکن کہ قدرتِ خدا کو انتہا نہیں ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

خامساً مُلّائے دہلی کا خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کرے گا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے، پیشاب کرتا ہے۔ آدمی قادر ہے کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرلے، سُننا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے۔ آدمی قادر ہے کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلالے، خاک پر لیٹے کانٹوں پر لوٹے، رافضی ہوجائے، وہابی بن جائے۔ مگر مُلّائے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب باتیں اپنے لئے کرسکتا ہوگا ورنہ عاجز ٹھہرے گا اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا،

**اقول** غرض خدائی سے ہرطرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے نہ کرسکا تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، کرسکا تو ناقص ہوا ناقص خدا نہیں، محتاج ہُوا محتاج خدا نہیں، ملوث ہوا ملوث خدا نہیں تو شمس و امس کی طرح اظہر و ازہر کہ دہلوی بہادر کا یہ قولِ ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر،

ما قدروا اللہ حق قدرہ[2]، والعیاذ باللہ من اضلال الشیطٰن۔ — انھوں نے اللہ تعالٰی کی صحیح قدر نہیں کی۔ اور شیطان کی گمراہی سے اللہ تعالٰی کی پناہ۔ (ت)

مگر "سبحان ربنا" ہمارا سچّا خدا سب عیبوں سے پاک اور قدرت علی المحال کی تہمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان اعراض ذوات صفات اعمال اقوال خیر شر صدق کذب حسن قبیح سب اسی کی قدرت کاملہ وارادۂ ازلیہ سے ہوتے ہیں نہ کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہ کسی کی قدرت اس کی قدرت کے ہمسر نہ اپنے لئے کسی عیب ومنقصت پر قادر ہونا اس کی شانِ قدوسی کے لائق و درخور،

تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا ○ وسبحٰن اللہ بکرۃ واصیلا، والحمد للہ حمدا کثیرا۔ — اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں، صبح وشام اللہ تعالٰی کی تقدیس و پاکیزگی ہے اور تمام اور کثیر حمد اللہ تعالٰی کے لئے ہے (ت)

ثمّ **اقول** ذہنِ فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہذیانِ مذکور پر اور ابحاثِ دقیقہ کلامیہ ہیں جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابلِ فہم دقائق درکار، نہ وہ حضرات جن میں اجلّہ و اکابر کا مبلغ علم سیدھی

---

[1] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۱

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۴

24 نفس عبارت مشکوٰۃ وغیرہ سن سنا کر اجازت وسند کی داد وستد تا باذقہ واصاغر چہ رسد، امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم واللہ الھادی وولی الایادی (ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم لوگوں کی عقل کے مطابق کلام کریں، اللہ تعالٰی ہی ہادی اور مدد کا مالک ہے۔ ت)

## ہذیان دوم مولائے نجدیہ :

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند واورا جل شانہ بآں مدح می کنند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمی کند و پر ظاہر ست کہ صفت کمال ہمیں ست کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضی حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح می گردد بسلب عیب کذب و اتصاف بکمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ للواقع نمی تواند کرد یا شخصے کہ ہرگاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از و صادر مے گردد وہر گاہ کہ ارادۂ تکلم بکلام کاذب می نماید آواز او بند مے گردد یا زبان او ماؤف می شود یا کسے دیگر دہن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفہ می کنند یا کسے کہ چند قضایا صادقہ را یاد گرفتہ است واصلا بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمی دارد و بنا بر علیہ کلام کاذب از و صادر نمے گردد ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح نمی نشینند بالجملہ عدم تکلم کلام کاذب ترفعا عن عیب الکذب وتنزہا عن التلوث بہ از صفات مدح ست وبنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچ گونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آں بسیار

عدم کذب کو اللہ تعالٰی کے کمالات سے شمار کرتے ہیں اور اس جل شانہ کی اس کے ساتھ مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور جمادکے، ان کی کوئی عدم کذب سے مدح نہیں کرتا اور یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ کمال یہی ہے کہ ایک شخص جھوٹے کلام پر قادر تو ہو لیکن بنا بر مصلحت اور بتقاضائے حکمت تقدس جھوٹے کلام کا ارتکاب اور اظہار نہ کرے ایسا شخص ہی سلب عیب کذب سے ممدوح اور کمال صدق سے متصف ہوگا بخلاف اس کے جس کی زباں ہی ماؤف ہو اور جھوٹا کلام کر ہی نہیں سکتا یا اس کی سوچ وفکر کی قوت فاسد ہو کہ قضیہ غیر مطابق للواقع کا انعقاد نہیں کرسکتا یا ایسا شخص ہے جو کسی جگہ سچا کلام کرتا ہے اس سے وُہ صادر ہوتی ہے اور جس جگہ جھوٹا کلام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی آواز بند ہوجاتی ہے یا اس کی زباں ماؤف ہوجاتی ہے یا کوئی اس کا منہ بند کردیتا ہے یا اس کا کوئی گلا دبا دیتا ہے یا کسی نے چند سچے جملے رٹ لئے ہیں اور وہ دیگر جملوں پر کوئی قدرت ہی نہیں رکھتا اور اس بنا پر اس سے جھوٹ صادر ہی نہیں ہوتا، یہ مذکور لوگ عقلاء کے نزدیک قابلِ مدح نہیں ہیں بالجملہ عیب کذب سے بچنے اور اس میں ملوث ہونے سے محفوظ رہنے کےلئے جھوٹی کلام کا عدم تکلم صفاتِ مدح میں سے ہے اور

اودون ست از مدح اوّل[1] انتہٰی بلفظ الرکیک المختل۔ عاجز ہونے کی وجہ سے کلام کاذب سے بچنا کوئی صفاتِ مدح میں سے نہیں یا اس کی مدح ہو بھی تو پہلے سے کم ہوگی (رکیک خلل پذیر عبارت ختم ہوئی)۔ (ت)

اس تلمیع باطل وطویل لاطائل کا یہ حاصل بے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالٰی کے کمالات و صفات مدائح سے ہے اور صفتِ کمال و قابلِ مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظِ مصلحت عیب و آلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذبِ الٰہی مقدور و ممکن ہو۔

**اقول** وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع و مفاسد حدِ شمار سے زائد مگران توسنیوں بدلگامیوں پر جو تازیانے بنگاہِ اوّلین ذہنِ فقیر میں حاضر ہوئے پیش کرتا ہوں وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ (ہر حرف اور کلمہ میں اللہ کی عصمت ہے۔ ت)

**تازیانہ ۱: اقول** العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی لا الٰہ الا ھو (عزت اللہ تعالٰی کے لئے اور عظمت اللہ تعالٰی کے لئے ہے، اللہ تعالٰی کی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ت) کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ط ان یقولون الا کذبا[2] (کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ ت) للہ! یہ ظلم شدید و ضلال بعید تماشا کردنی کہ جا بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب و لوث کہتا جاتا ہے پھر اسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت کرتا ہے لہذا ترفعاً عن عیب الکذب وتنزھا عن التلوث یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب و لوث سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار و ملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی و ملوث بن جائے، مگر یہ امر حکمت و مصلحت کے خلاف ہے اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالٰی اللہ عما یقولون علواکبیرا (اللہ تعالٰی اس سے کہیں بلند ہے جو یہ کہتے ہیں۔ ت) اور خود سرے سے اصل مبنائے خودسری دیکھئے، مُلّائے مقبوح کا یہ املائے مقدوح اس کلام ائمہ کے رد میں ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص باری تعالٰی پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے ممکن ہے تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آلائش کا خدا میں آنا ممکن، واہ بہادر! کیا نیم گردشِ چشم میں تمام عقائد تنزیہ و تقدیس کی جڑ کاٹ گیا۔ عاجز، جاہل،

---

[1] رسالہ یکروزی (فارسی) شاہ محمد اسمٰعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷، ۱۸

[2] القرآن الکریم ۱۸/۵

احمق، کاہل، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا بلکہ مرجانا، مرکے پھر پیدا ہونا سب جائز ہوگیا، غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی کہ مولٰی عزوجل پر نقص وعیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب باطل وبے دلیل ہو کر رہ گئے۔ فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اول ذکر کر آیا کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصلِ دینی تھا جس پر ہزارہا مسئلہ ذات وصفات باری عزوجل متفرع ومبنی، اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے، وہیں شرح مواقف سے گزرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر افعال الٰہی سے استدلال یا یہ کہ اس پر عیوب ونقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کردیا، رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کریں اور ان میں یہ حکمتیں ودیعت رکھیں، تو لاجرم ان کا خالق بالبداہۃ علیم و قدیر وحکیم ومرید ہے۔

**اقول** اولاً یہ استدلال صرف انھیں صفات کمال میں جاری جن سے خلق وتکوین کو علاقہ داری باقی ہزارہا مسائل صفات ثبوتیہ وسلبیہ پر دلیل کہاں سے آئے گی، مثلاً مصنوعات کا ایسا بدیع ورفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ ان کا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے بھی متصف، یا نوم واکل وشرب سے بھی منزہ ہے۔



ثانیاً جن صفات پر دلالت افعال وہاں بھی صرف ان کے حصول پر دال، نہ یہ کہ ان کا حدوث ممنوع یا زوال محال، مثلاً اس نظم حکیم وعظیم بنانے کے لئے بیشک علم وقدرت وارادہ وحکومت درکار مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت، ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمعیہ کی طرف چلئے۔

**اقول** اولاً بعض صفات سمع پر متقدم تو ان کا سمع سے اثبات دور کو مستلزم۔

ثانیاً سمع بھی صرف گنتی کے سلوب وایجابات میں وارد ان کے سوا ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے مثلاً نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں کہ باری عزوجل اعراض وامراض وبول وبراز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔

ثالثاً نصوص بھی فقط وقوع وعدم پر دلیل دیں گے، وجوب واستحالہ وازلیت وابدیت کا پتا کہاں چلے گا مثلاً بکل شیئ علیم[1] علٰی کل شیئ قدیر[2] (سب کچھ جانتا ہے۔ ہر شیئ پر قادر ہے۔ ت) سے بیشک ثابت کہ اس کے لئے علم وقدرت ثابت، یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے، اور ان کا زوال اس

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۹
[2] ؍؍ ؍؍ ۲/ ۲۰

سے محال، یونہی وھو یطعم ولا یطعم[1] (اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔ ت) اور لاتأخذہ سنۃ ولانوم[2] (اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ ت) کا اتنا حاصل کہ کھاتا پیتا سوتا اونگھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اس پر ممتنع، ہاں ہاں ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام دعوائے ازلیت و ابدیت و وجوب و امتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اُترنے والا ہزاروں ہزار مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا، مخالف ذی ہوش غیر مجنوں و مدہوش کے منہ میں دفعۃً بھاری پتھر دے دینے والا نہ تھا مگر وہی دینی یقینی عقلی بدیہی اجماعی ایمانی مسئلہ کہ باری تعالٰی پر عیب و منقصت محال بالذات، جب یہی ہاتھ سے گیا سب کچھ جاتا رہا، اب نہ دین ہے نہ نقل نہ ایمان نہ عقل،

انا للہ وانا الیہ راجعون[3] ○ کذٰلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار[4] ○ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے، اللہ یوں ہی مُہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔ (ت)

ہاں وہابیہ نجدیہ کو دعوتِ عام ہے اپنے مولائے مسلم و امام مقدم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو کہ ان کا معبود بول و براز سے بھی پاک ہے یا نہیں، حاش للہ! امتناع تو امتناع عدم وقوع کے بھی لالے پڑیں گے، آخر قرآن و حدیث میں تو کہیں اس کا ذکر نہیں، نہ افعال الٰہی اس نفی پر دلیل، اگر اجماعِ



مسلمین کی طرف رجوع لائیں اور بیشک اجماع ہے مگر جانِ برادر! یہ بیشک ہم نے یونہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیب سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان، تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن ٹھہرا تو اب ثبوتِ اجماع کا کیا ذریعہ رہا، کیا نقل و روایت سے ثابت کرو گے، حاشا نقلِ اجماع درکنار سلفاً و خلفاً کتابوں میں اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں، اگر کہئے بول و براز کا وقوع ایسے آلاتِ جسمانیہ پر موقوف جن سے جناب باری منزہ، تو اوّلاً ان آلات کے بطور آلات نہ اجزائے ذات ہونے کے استحالہ پر سوا اس وجوب تنزہ کے کیا دلیل جسے تمہارا امام و مولٰی رو بیٹھا۔

ثانیاً توقف ممنوع آخر بے آلات زبان و مردمک و پردہ گوش کلام و بصر و سمع ثابت، یونہی بے آلات

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۵

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۶

[4] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵

جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی طرف مؤدی، اور وہ قطعاً کفر، مگر انھوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلبیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولاہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافتِ صدیقی و فاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہوگئے جنھوں نے مآل مقال و لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و بدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے' والعیاذ باللہ رب العلمین (اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)، امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفاء شریف میں فرماتے ہیں :

من قال بالمأل یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ مذھبہ، کفرہ، فکانھم صرحوا عندہ بما ادی الیہ قولھم، ومن لم یراخذھم بمأل قولھم ولا الزمھم موجب مذھبھم لم یراکفارھم قال لانھم اذا وقفوا علی ھذا، قالوا لانقول بالمأل الذی الزمتموہ لنا، ونعتقد نحن وانتم انہ کفر، بل نقول ان قولنا لایؤل الیہ علی ما اصلنا، فعلی ھذین المأخذین اختلف الناس فی اکفار اھل التاویل، والصواب ترک اکفارھم[1] اھ ملخصاً۔

جس نے اس مآل کی طرف دیکھا جس کی طرف اس کا قول مؤدی تھا، جس کی طرف اس کا مذہب چلا جاتا ہے تو اس نے اس کی تکفیر کی، گویا اس نے ان کے مؤدی قول کو کہا ہے اور جنھوں نے ان کے مآل کو نہ دیکھا اور نہ ان کے تقاضا مذہب کا لزوم دیکھا انھوں نے تکفیر نہیں کی اس لئے کہ جب وہ اس سے آگاہ ہوگئے تو انھوں نے کہا ہم اس مآل کا قول نہیں کرتے جو تم نے ہم پر لازم کر دیا ہے اور ہم اور تم دونوں اسے کفر تصور کرتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصل کے مطابق ہمارے قول کا وہ مآل ہی نہیں، ان دونوں ماخذوں کی وجہ سے اہل تاویل کے کفر میں لوگوں کا اختلاف ہوا اور درست رائے یہی ہے کہ ان کے کفر کا قول نہ کیا جائے اھ ملخصاً (ت)

جب یہ امر ممہد ہولیا تو اب ان امام و ماموم کے کفریات لزومیہ گنئے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں اس نے تو صرف انھیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول ہوئیں کفری لزومی کی سات اصلیں تیار کیں جن میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ مفر، والعیاذ باللہ العلی الاکبر۔

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ بیروت ۲/ ۲۷۸

**اصل اوّل:** جو کچھ انسان کر سکے خدا اپنی ذات کریم کے لئے کر سکتا ہے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائیگی (دیکھو ہذیانِ اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر میں اسی قدر شمار کروں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اس کا معبود کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے (۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لوٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہو سکتا ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیۂ کریمہ واللّٰہ خلقکم وما تعملون[1] (اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے اعمال کو۔ت) حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیۂ ناظرین ہوا۔

**اصل دوم:** خدا کے لئے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصداً بچتا ہے (ہذیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صدہا درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بیباک کے مذہب ناپاک پر (۲۰) اہلِ اسلام کے عامۂ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ ان کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں سب باطل و بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا ذہنی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا، سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا صفات کمال کے (ازلی) ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اس کی الوہیت قابلِ زوال، ان سب لزوموں کا بیان تازیانۂ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بیشک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

من نفی او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر[2] الخ۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۷/۹۶

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل اول مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص

28
28

**اصل سوم**، جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پر (۵۳) اس کے معبود کی جورو ہو سکتی ہے (۵۴) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اس کی ملک سے خارج ہیں الیٰ غیر ذٰلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات - ت) (دیکھو ت ۵ تا ۸)

**اصل چہارم**، صدق الٰہی اختیاری ہے (ھ) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پر (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پر ۳۲ فتوے گزرے (۵۹) اس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الیٰ غیر ذٰلک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا الزام گزرا۔

**اصل پنجم**، علمِ الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعدت ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علمِ الٰہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر پر فتویٰ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ گزرا (اللہ تعالٰی ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابلِ فنا ہے الیٰ غیر ذٰلک۔

**اصل ششم**، کذبِ الٰہی ممکن ہے اور ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے اور (۷۰) یہ خود کفر ہے، پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندفع (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب ناممکن۔

**اصل ہفتم**، (۷۴) اللہ تعالٰی بندوں سے چرا چھپا کر، بہلا بھلا کر آیاتِ قرآنیہ جھوٹی کر دے تو کچھ حرج نہیں (ت ۳۱) یہاں تک یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں، پھر اس پر (۷۵) حشر نشر، حساب کتاب، جنت، نار، عذاب، ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر چیز میں صاف صریح احتمال نقص باقی تو یقین کیسا تو ایمان کہاں، والعیاذ باللہ رب العٰلمین، ہماری تقریرات سابقہ و تقریراتِ لاحقہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریاتِ لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے، بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گنے گئے پھر بھی معاذ اللہ چھہتر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں باقی کفریات، تقویت الایمان و صراط نامستقیم کی گنتی ہی کیا ہے پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے جو ایمان تقویۃ الایمان پر صراط نامستقیم میں اہلے گہلے پھر رہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزومیہ اقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ ان کی قبر پر دیتے جایئے تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا منہ کالا ہو جائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک دھڑی دھڑی کر کے بیچا محض بلاوجہ سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ و تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر و شرک سے نہ بچا گویا حضرت کے نزدیک کفر امور عامہ

سے تھا، پھر یہ خود اس سے بچ کر کہاں جائے گا کروکہ نیافت کماتدین تدان[1] (جو کیا تھا نہ پایا، جو کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ت) ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را　　چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

(تم نے دیکھا نہیں کہ پروانہ کا خونِ ناحق شمع کو اس طرح امان نہیں دیتا کہ رات کو سحری کردے۔ت)

کذٰلك العذاب ولعذاب الاٰخرة لو کانوا یعلمون[2]۝ اللھم احفظ لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطان بجاہ حبیبك سیدنا محمد سید الانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہ وصحبہ شرف وکرم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

اسی طرح عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے، کاش یہ اسے جانیں، اے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، شرِ شیطان سے ہمیں محفوظ فرما بوسیلہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جو انس وجن کے سردار ہیں آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر شرف وکرم ہو آمین والحمد للہ رب العالمین۔(ت)

ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اور پڑ گزرے تھے پچھتر ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم پچھتر وجہ سے کافر ہو، امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھئے، اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلئے ان میں دیوبندی[عہ] تقلید نے تو دیو بندگی یعنی اس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا

---

عہ تنبیہ ضروری: واقف منصبِ افتاء جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل وضلال کی نسبت سوال سائل ہو اس پر اس کلام کی شناعتوں کا اظہار، قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی وجاہل ہو کہ اتمامِ جواب و احکامِ صواب اس پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قابلِ مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر ومتبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس رَدّ بلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد، ورنہ کلام فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر مصروف ۱۲ منہ۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ عد عن ابن عمر حدیث ۴۳۰۳۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۷۷۲

[2] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

رسالہ

# دامان باغ سبحٰن السبوح

## (سبحٰن السبوح کے باغ کا دامن)

**مسئلہ ۲۳:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دیوبند کا پڑھا ہُوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی جھُوٹا ہوسکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جھُوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالٰی نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کرسکتا ہے اور خدا نہیں کرسکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہیں، انسان کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے، اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہوسکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ بیّنوا توجروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

### الجواب

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت) اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت و گمراہی و بددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزار با وجہ سے کفر لزومی ہے، جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہوجاتا ہے اگرچہ ہم باتباع

جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کا فر کہنا نہیں چاہتے اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی وافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن کذب عیب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے،

حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربھم وبما کانوا یفسقون اولٰئک اصمھم اللہ واعمٰی ابصارھم فھم فی طغیانھم یعمھون ۝

عذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ انھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا اور اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالٰی نے بہرہ کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا پس وُہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہتے ہیں (ت)

ہاں نے اس رسالے میں تینتیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال بالذات ہے اور یہ کہ اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہو تو وہ عیبی ناقص ملوث گندی گھناؤنی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اس کے رب کی امان، ادنٰی سمجھ والا یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے سراپردہ عزت وجلال کے گرد کسی عیب ونقص کا گزر قطعاً محال بالذات ہے، جس کی عظمت وقدوسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے:

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال[1]۔

یعنی جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وُہ بالاتفاق عقلاً عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں:

طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث و

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث و

---

[1] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/۱۰۴

الصانع قدیم متصف بصفات قدیمة و لایصح علیه الجهل ولا الکذب ولا النقص[1]

تو پیدا ہے اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے ، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے ۔

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہوا تو اس کا صدق ضروری نہ رہا ، اور جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا ، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جھوٹ کہہ دی ہو ، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا ، کیا اسے کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا ، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرما دیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا لو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا ، ہو سکتا ہے کہ پہلا جھوٹ یہی بولا ہو ، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملت کسی کا اصلاً پتا نہیں لگا رہتا ، جزا و سزا و جنت و نار و حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا ، تعالی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا ۔ اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں ۔ (ت)



علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں :

الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیہ مفاسد لاتحصی و مطاعن فی الاسلام لاتخفی ، منہا مقال الفلاسفة فی المعاد و مجال الملاحدة فی العناد و بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعا

اخبار الٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام ، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے ، چنانچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا ، اور جب یہ قطعاً

---

[1] شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۷۰

علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار الله تعالٰی باطل قطعًا[1] (ملتقطًا)۔

باطل ہے تو معلوم ہُوا کہ اخبارِ الٰہیہ میں امکانِ کذب کا قول قطعًا باطل ہے (ملتقطًا)۔ (ت)

رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں، امام الوہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحٰن السبوح میں اس کے ہذیانوں کی پُوری خدمت گزاری کردی ہے یہاں چند حرف کافی گزارش،

**اوّلًا** جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کرسکتا ہے وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کرسکتا ہے، تو جائز ہُوا کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بُتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سربازار بدمعاشوں کے ساتھ دھول جھکڑ لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کون سی ناپاکی کون سی ذلت، کون سی خواری ہے جو ان کے خدا سے اُٹھ رہے گی۔

**ثانیًا** بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ انھوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے کوئی عیب بالفعل تو اسے نہ لگایا حالانکہ اوّل تو یہی ان کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبّوح قدوس کی شانِ جلال کے لئے فقط امکانِ عیب ہی خود بڑا بھاری ہے کما بیناہ فی سبحٰن السبوح واوضحناہ للغواۃ مع ماله من الوضوح (جیسا کہ ہم نے اس کو سبحٰن السبوح میں بیان کیا اور گمراہوں کے لئے اس کی خوب وضاحت کی۔ ت) خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں، میں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بیشک انھوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کردی، وجہ سُنئے جب ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اس کے جُوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم وتواضع وخدمتگاری پر قادر ہو ورنہ انسان کی قدرت اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کرسکا اور خدا سے نہیں ہوسکتا، اگر کہئے اسے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں تو اس میں اس زخم کا کیا علاج ہُوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہوسکتا خواہ نہ ہوسکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمہارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وُہ بھی ایسی سعادت مندی کرسکے جیسی انسان کر رہا ہے اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا اور حادث خدا نہیں ہوسکتا، اس کا کوئی خالق ہوگا اور مخلوق خدا نہیں ہوسکتا، اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو

---

[1] شرح المقاصد   المبحث الثانی عشر   دار المعارف النعمانیہ لاہور   ۲/۲۳۸

زوجہ کو طلاق[عہ] نہیں دے سکتا تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل مجدہٗ دونوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہوگی تو اللہ تعالٰی زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چہارم: یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولٰی عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں وہ خاص مولٰی عزوجل کی قدرت ہے تو اس کلمۂ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر بقدرت خدا اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے، رحمٰن بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت) اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا "صحۃ الشیئ منہ" ہے نہ کہ "صحۃ الشیئ علیہ"، اور صاف گھڑ لیا کہ "مایصح علی العبد یصح علی اللہ" جو بندے پر جاری ہوسکے خدا پر بھی جاری ہوسکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1] اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)

دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے، ہم ایک فائدہ عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کاہے پر، وہابیہ و امام الوہابیہ کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمۂ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر،

---

عہ یعنی مذکور ۱۲ منہ

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

وُہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے وُہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے باطل کو صحیح مان لے، امام وہابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا مگر وُہ یُوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ امکان جہل[۱] صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا 'نہ کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا' اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہلِ اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالٰی یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلٰی ضروریاتِ دین سے ہے، اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں کہ کسی دلیل، کسی تعلیل، کسی استقرا، کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کر سکے ان کا اعتقاد محض بربنائے کلامِ الٰہی تھا اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطاء کی بات ہے جانچ کاہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں تو محض مہمل و بے ثبوت جاننا اور ان سب کا چھوڑ دینا لازم ہُوا کذب نے تو بات ہی میں شبہہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات معاد بلکہ خود اصل ایمان اعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنیے وہابیہ کے طور پر خدا کے لیے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں ان کا امام صاف مان رہا ہے کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے تو واجب ہُوا کہ خدا عورت سے نکاح بعدہٗ جماع بعدہٗ اس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کر سکے ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہے گا، اور جب یہاں تک ہو لیا تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچّہ بنانے اور پیدا کر لانے میں کیا زہر گھُل گیا کہ ان سے عاجز رہے گا دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہے گا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر مقلد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر

---

[۱] مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقض کیا تھا، مولوی محمود حسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان وحمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا "چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔" دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے شرابیں پئے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ روا ہے، اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ۔

بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، ملل ونحل میں کہتا ہے :

انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزا[1]۔ — بیشک اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا (ت)

اس کا رد سبحٰن السبوح صفحہ ۴۳ و ۴۳ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحقِ عبادت ہوگا، قال اللہ تعالےٰ :

قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین[2]۔ — تم فرمادو کہ اگر رحمٰن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے اس کا پوجنے والا میں ہوں۔

تو ثابت ہُوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحقِ عبادت ممکن ہیں، عقلی استحالہ تو یُوں گیا، رہا شرعی اس کے کھونے کو امکانِ کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچّی ہونی ضرور نہیں جہلِ مرکب ممکن مانا گیا تو پوری رجسٹری ہوجائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمتِ شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بر بنائے جہل مرکب و غلط فہمی ہو، اب لا الٰہ الا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ، بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر رہا ہے وہ ضرور حق و بجا ہے" برہانی ایقانی ایمانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی ادعائی بھی، اس کا نام مقدمہ ایمانیہ رکھیے۔



اب خلافِ وہابیہ و وہابیت جو بات چاہیے فرض کرلیجئے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً :

( ۱ ) اسمٰعیل دہلوی زا کافر تھا۔

( ۲ ) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھُلے مرتد ہیں۔

( ۳ ) جو کذبِ الٰہی ممکن کہے ملحد ہے۔

( ۴ ) تقویۃ الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نجاسات انہوہی سب کفری بول نجس تر از بول ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔

---

[1] الملل والنحل لابن حزم

[2] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۱

HAFZI

# مطالعہ بریلویت

۱

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب

ایک تاریخی، فکری اور تحقیقی جائزہ

# مطالعہ بریلویت

## جلد اوّل

مُصنّف

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم اے، پی ایچ ڈی
ڈائرکٹر اسلامک اکیڈیمی مانچسٹر

تقریظ

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب
مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

حافظی بکڈپو دیوبند یو۔پی

Hafzi Book Depot, Deoband (U.P.)

نام کتاب

# مطالعۂ بریلویت

جلد ـــــــــــ اوّل

مصنّف

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم اے، پی ایچ ڈی

زیر اہتمام

عثمانی برادرس

ناشر

حافظی بکڈپو دیوبند
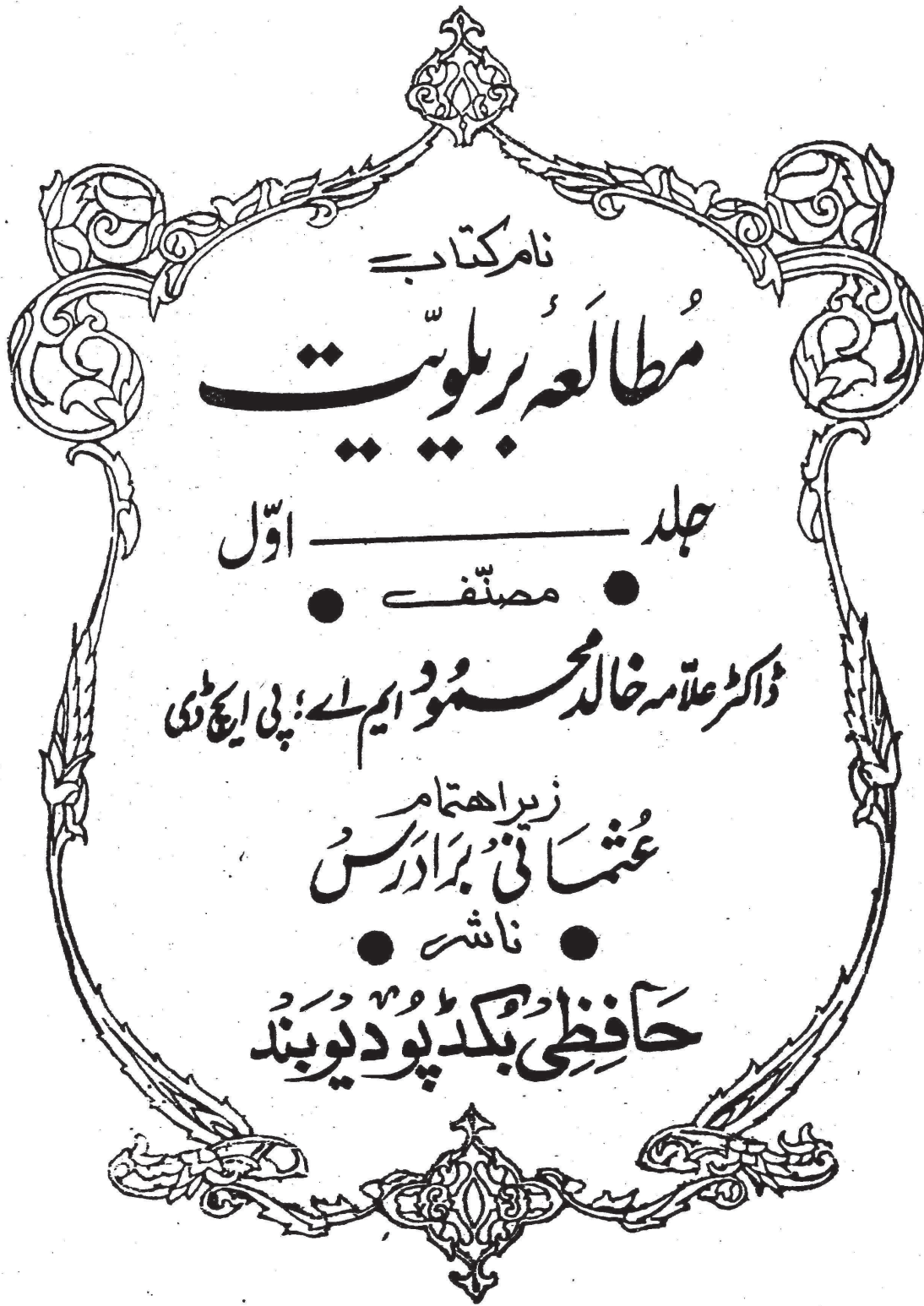
HAFZI BOOK DEPOT
DEOBAND U.P.

فاحشہ عورتیں ایسا لباس پہنتی ہیں جو مردوں کے لئے موجب کشش ہو وہ ایسے اطوار اختیار کرتی ہیں جن سے لوگوں کی نظریں ان پر اٹھیں ایسا تنگ اور چست لباس پہننا کہ بدن کی پوری غمازی ہو رہی ہو کبھی شریف عورتوں کا وطیرہ نہیں ہوتا اور اگر کوئی عورت ایسا لباس پہنے تو شریف مرد نہ اس طرف نظر کرتے ہیں نہ اپنی مجلس میں وہ ان زرق برق لباسوں کا تذکرہ کرتے ہیں یہ فحش گوئی ایمان والوں کو زیب نہیں دیتی۔ ایمان کا ایک حصہ حیاء ہے۔

## اعلیٰ حضرت کی اُم المؤمنین کے بارے میں فحش گوئی

مولانا احمد رضا خاں کے شاگرد خصوصی مولوی محبوب علی خاں نے آپ کی بیاض سے یہ اشعار بڑی احتیاط سے نقل کئے اور انہیں اعلیٰ حضرت کے دیگر ماندہ شعری ذخیرے کے ساتھ حدائق بخشش حصہ کے نام سے ۱۳۴۲ھ میں شائع کر دیا مولانا احمد رضا خاں کی وفات ۱۳۴۰ھ میں ہوئی ربع صدی تک کسی بریلوی نے حدائق بخشش حصہ سوم سے انکار نہیں کیا۔ مولانا احمد رضا خاں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لباس کا یہ نقشہ کھینچتے ہیں آپ نے اب تک کوئی بیٹا ماں کے بارے میں اس شعری ذوق میں بات کرتا نہ سُنا ہو گا یہ اسی حدائق بخشش میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| ؎ تنگ و چست ان کا لباس اور وُہ جوبن کا اُبھار | مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر |
| یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صُورت | کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر[1] |

## اعلیٰ حضرت کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں فحش بیانی

علماء میں یہ بحث چلی کہ اللہ تعالیٰ قبائح (بُرے کاموں) پر قادر ہے یا نہیں؟ اس پر تو سب کا اتفاق تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل خیر ہے وہ کبھی کوئی بُرا کام نہ کرے گا نہ یہ اُس کی شان کے لائق ہے لیکن اسے اس کام پر قدرت ہے یا نہیں؟ یہ دوسرا موضوع تھا مثلاً مشرک کو بخشنا خدا کی غیرت کے خلاف ہے لیکن سوال پھر سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرعون، ہامان اور نمرود کو بخشنے پر قادر بھی ہے یا نہیں؟ مولانا احمد رضا خاں نے مولانا اسمٰعیل شہید کو اسی الزام میں کہ وہ قبائح کو خدا کی قدرت سے باہر نہیں سمجھتے خدا کے نام کے ساتھ ایک ایک بُرائی اور ایک ایک فسق کاری

---

[1] حدائق بخشش ج ۳ ص ۳۷

اس طرح چسکے لے لے کر بیان کی ہے کہ انسان حیران ہوتا ہے اور اُس کی ایمانی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے جب وہ مولانا احمد رضا خاں کی اس الزامی عبارت کو پڑھتا ہے:۔

"ایسے کو جس کا بہکنا بھولنا۔ سونا۔ اونگنا غافل ہونا ظالم ہونا حتی کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا پینا پیشاب کرنا۔ پاخانہ پھرنا۔ ناچنا۔ تھرکنا، نٹ کیطرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا۔ لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت ورسوائی اس کی شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا مُنہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی علامتیں (آلہ تناسل اور عورت کی شرمگاہ) بالفعل رکھتا ہے۔ صمد نہیں جو فدار ہے کھگل ہے سبوح قدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے (ہیجڑا ہے)، یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے۔ زہر کھا کر اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے[۱]۔ (استغفر اللہ العظیم)

جو لوگ خدا کو قبائح پر قادر مانتے ہیں کیا انہوں نے بھی کبھی یہ زبان خدا کے بارے میں استعمال کی ہے؟ خاں صاحب کس طرح چٹخارے لے لے کر خدا کے نام پر ایک ایک بُرائی کو ذکر کر رہے ہیں کیا کسی کافر دہریہ اور سکھ نے بھی نشے کی حالت میں کبھی ایسی باتیں خدا کی نسبت سے کہی ہوں گی؟ ایک مقام پر دیوبندیوں کو یہ طعنہ دیتے ہوئے کہ تمہارا خدا ایسا ہے مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

"تمہارا خدا رنڈیوں کی طرح زنا بھی کرائے ورنہ دیوبند کی چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا پھر ضروری ہے کہ تمہارے خدا کی زن بھی ہو اور ضروری ہے کہ خدا کا آلہ تناسل بھی ہو۔ یوں خدا کے مقابلے میں ایک خدائن بھی ماننی پڑے گی"[۲]۔

استغفر اللہ، ثم استغفر اللہ مولانا احمد رضا خاں کی اس عبارت پر ایمان کیا شرافت بھی کانپتی ہے۔

---

[۱] فتاوے رضویہ ج ۱ ص ۷۹۱ [۲] سبحان السبوح ص ۱۴۲